سیرتِ طیبہؐ: دُنیا بدلنے کی گیارہ صفات

ڈاکٹر نبیل الاعظمیؒ○

مسلم دنیا پر نظر ڈالی جائے تو کچھ قومیں مادی اعتبار سے ترقی کرتی بھی دکھائی دیتی ہیں، لیکن مجموعی تصویر بہت تشویش ناک اور مایوس کن ہے۔ سوال یہ ہے کہ 'اس صورت حال کو کس طرح تبدیل کیا جاسکتا ہے؟' جواب ہے: 'اچھی قیادت سے'۔

ہم دنیا میں آج کس قسم کی قیادت چاہتے ہیں؟ اور اتنے سارے قائدین ہماری توقعات پر کیوں پورے نہیں اُترتے؟

دنیا بھر میں کمزور قیادت کی ناکامیوں کے پیش نظر ان سوالات کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ ابراہم لنکن [م: ۱۸۶۵ء] کا معروف قول ہے کہ ''مشکل تو عموماً تمام لوگ برداشت کرسکتے ہیں، لیکن اگر آپ کسی فرد کے کردار کو آزمانا چاہتے ہیں تو اسے اختیارات دے دیں۔'' اختیارات انسان پر جس طرح اثر انداز ہوتے ہیں کوئی اور چیز اس طرح نہیں ہوتی۔ اس میں، انسانوں کو ان کے رویوں اور ان کے افعال کو بدل دینے والا ایسا حیران کُن داعیہ ہے، جس سے ان کے کردار کے بارے میں پتا چلایا جاسکتا ہے۔ اختیارات کمزور قیادت کو مکمل طور پر بدعنوان بنادیتے ہیں۔ قیادت اور اختیارات کے طلب گار ایسے کمزور کردار کے حامل لوگوں کی کوئی کمی دکھائی نہیں دیتی۔

اختیار بہت سی شکلیں تبدیل کرسکتا ہے اور یہ مختلف صورتوں میں نمودار ہوسکتا ہے۔ اختیار صرف سیاسی اور تنظیمی ہی نہیں بلکہ یہ معاشی، سماجی اور مذہبی بھی ہوسکتا ہے۔ ان میں سے ہر قسم میں ہمارے کردار کو آزمانے کا سامان موجود ہے (اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ مذہبی اختیار سے کردار کو

○ عالمی تربیت کار، اسلامک ڈویلپمنٹ بنک، لندن، ترجمہ: حمیداللہ خٹک

نہیں آزمایا جاتا تو یہ آپ کی خام خیالی ہے)۔

اگر کوئی فرد کسی دیانت دار شخص کو اپنا رہبر قرار دے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنا دیانت دار؟ اس سوال کے جواب میں بندہ چکرا کر رہ جاتا ہے کہ 'کیا ہر فرد کی دیانت داری کا پیمانہ الگ ہوگا؟'

اچھی قیادت کی ضرورت صرف مسلمانوں ہی کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔ یہاں مارٹن لوتھر کنگ [م: ۱۹۶۸ء] کی وہ بات درست معلوم ہوتی ہے، جس میں اس نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ 'سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی نے انسان اور اس کی روح کو پیچھے چھوڑ دیا، جس کی وجہ سے جہاں ایک میزائل کا اپنے ہدف پر پہنچنا یقینی ہے، وہاں ایک انسان کا صراطِ مستقیم پر رہنا غیر یقینی ہے'۔

ہم ایک ایسے دور میں رہ رہے ہیں، جہاں مشرق ہو یا مغرب، دنیا کو واضح طور پر بہتر قیادت کی طلب ہے۔ کرپٹ اور ظالم قیادت کے خلاف بےچینی، قائدین اور تنظیموں پر عدم اعتماد، بڑے پیمانے پر میڈیا پر عدم اعتماد معاشرے میں بالعموم واضح طور پر نظر آرہا ہے۔

اسلام نے صرف عمومی اور معاشی دیانت داری پر زور نہیں دیا بلکہ معاہدوں کی پاس داری کو بھی بہت اہمیت دی ہے۔ قرآن کی سب سے بڑی سورۃ البقرہ کی آیت ۲۸۲، اسی موضوع پر ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ کرپشن کا تعلق: ناانصافی، استحصال، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور مختلف سانحات میں انسانی جانوں کے ضیاع سے ہے۔ یہ معاملہ اس لیے بھی اہم ہے کہ بدعنوان ماحول میں مقاصدِ شریعہ پر سمجھوتا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مقاصدِ شریعہ (انسانی جان، ذہانت، آزادی، عزّت واحترام اور عدل وانصاف) کی حفاظت ہر حال میں ہونی چاہیے۔

دنیا کو اس خرابی کا سامنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ اچھے قائد کی خصوصیات کے بارے میں معلومات اور حقائق ناپید ہیں۔ دنیا میں قائدانہ اوصاف کے فروغ کے پروفیسر جان اڈیر (John Adair) نے جب اس وقت کے برطانوی وزیراعظم جم کلاہان سے پوچھا کہ "آپ نے قائدانہ اوصاف کا مطالعہ کیا ہے؟" ان کا جواب تھا: 'میں نے نہیں کیا، اگر میں کر چکا ہوتا تو شاید میں ایک بہتر قائد ثابت ہوتا'۔

اگر ہم نے بہتر معاشرے، تنظیمیں اور بہتر دنیا تشکیل دینی ہے، تو موجودہ اور آنے والے وقتوں کے لیے سماجی، سیاسی اور تنظیمی اور ہر سطح پر تعلیم وتربیت کے ذریعے اچھی قیادت کی تیاری اور

آبیاری ایک اہم اور فوری ضرورت ہے۔لیڈرشپ کی بہت ساری صفات میں سے سب سے اہم خوبی تعلیم از حد ضروری ہے، پھر دیانت داری اور اصولوں کی پاس داری ہے، جو کسی فرد کے کردار میں اخلاقیات کو جمع کرتی ہیں۔

ابراہام لنکن جیسے معروف لیڈر قیادت کے میدان میں قدم رکھنے والے کے لیے دیانت داری کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے۔اس صفت کے حامل لیڈروں کی تعداد بہت قلیل ہے۔تاہم حالیہ تاریخ میں دیانت داری اور اصولوں کی پاس داری کی بدولت عظمت حاصل کرنے والوں کی بھی ایک تعداد ہے۔

لیکن جب ہم تمام زمانوں کے لیے عظیم ترین قائدین کی بات کرتے ہیں تو نہ صرف دنیا بھر کے مسلمانوں کے سامنے بلکہ غیرمسلم محققین اور مؤرخین کے سامنے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سب سے پہلے آئے گا۔ مائیکل ہارٹ اس کی بہترین مثال ہے جس نے دنیا کے ۱۰۰ عظیم ترین قائدین کی تاریخ مرتب کرتے وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سرفہرست تسلیم کیا۔

ہم جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قیادت کی کتنی اہمیت تھی۔آپؐ نے فرمایا: ’’تم میں سے ہرایک چرواہا ہے اور ہر ایک سے اپنے ریوڑ کے بارے میں پوچھا جائے گا‘‘ (بخاری،مسلم)۔خود ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ابتدائی مراحل میں گلہ بانی کی تھی۔دراصل گلہ بانی پیغمبروںؑ کو انسانوں کی قیادت کے لیے تربیت کا ذریعہ تھی۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہم سب کسی نہ کسی صورت میں چرواہے ہیں۔

لیڈرشپ کی اہمیت کے بارے میں ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تین آدمی سفر کر رہے ہوں تو ان کو اپنے میں سے ایک کو امیر بنانا چاہیے‘‘(ابوداؤد)۔اتنے مختصر گروہ کے لیے قائد کا تعین بظاہر کتنا حیران کن ہے۔ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ اتنے چھوٹے سے گروہ کے لیے امیر کی آخر کیا ضرورت ہے؟لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تعلیمات امیر کے تعین پر زور دیتے ہیں۔

مثالی قائد کی صفات

یہاں پر یہ جاننا اَزحد ضروری ہے کہ لیڈر کس قسم کا ہونا چاہیے؟حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک مثالی قائد کی کون سی خصوصیات بیان فرمائی ہیں؟

سیرت اور دنیا بھر میں مختلف محققین کے کاموں، بالخصوص دنیا میں لیڈرشپ کے پروفیسر جان اڈیر (جنھوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت پر ۲۰۱۱ء میں کتاب لکھی) کے تجزیے کے بعد ہم نے پچاس پیغمبرانہ اوصاف کی ایک فہرست بنائی اور پھر کئی اوصاف کو باہم ملانے کے بعد ہم نے گیارہ انتہائی اہم اور نہایت ضروری اوصاف کی ایک جامع فہرست مرتّب کردی ہے:

- دیانت وامانت: دیانت وسچائی کی شہرت حاصل کرنا، مثالی نمونہ بننا۔
- بصیرت: حکیمانہ سوچ کے ساتھ منزل بتانا، اور ترغیب کے ذریعے سے منزل کی طرف گامزن کرنے پر آمادہ کرنے کی صلاحیت۔
- شجاعت وبہادری: نامساعد حالات میں ہمت، حوصلے اور بہادری کا مظاہرہ کرنا۔
- قابلیت: مؤثر، قابلِ اعتماد۔
- انصاف (شفافیت): معاملات میں سب کے ساتھ (بشمول غیرمسلم) عدل وانصاف پر مبنی برتاؤ۔
- فیصلے کی قوت: معاملے کے تمام پہلوؤں کو زیرغور لا کر واضح اور دوٹوک فیصلہ کرنا۔
- عملی نمونہ: عملی مثال پیش کرنا، دکھ سکھ میں لوگوں کے ساتھ کھڑے ہونا۔
- حکمت: علم اور دُوراندیشی کی بنیاد پر فیصلے کی صلاحیت۔
- صبر: ممکن حد تک لچک اور درگزر کی صلاحیت۔
- ہمدردی وگرم جوشی، محبت وملائمت: شفقت، رحم اور قدردانی کے جذبے سے معمور دل۔
- جذباتی وروحانی ذہانت: امید کو جگا سکے، لوگوں کو مقصد اور اس کے مفہوم سے آشنا کرسکے۔

اسوۂ رسولؐ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے درج بالا اوصاف کی بے شمار مثالیں تلاش کرنا کوئی مشکل نہیں۔

ہر ایک کے ساتھ معاملات میں تسلسل کے ساتھ سچائی اور دیانت داری کی بدولت کم عمری ہی میں مکہ کے لوگ آپؐ کو صادق و امین تسلیم کرنے لگے۔ حجراسود کی تنصیب کے تنازعے کے موقعے پر جب آپؐ حرم میں تشریف لائے، اس وقت لوگوں نے کہا: ’’الامین آگئے ہیں، یہی ہمارے

تنازعے کا تصفیہ کریں گے‘‘۔ پھر آپؐ کی حکیمانہ بصیرت صلح حدیبیہ کے موقعے پر سامنے آئی، جب آپؐ نے مشرکین مکہ کے ساتھ ایک ایسے معاہدے پر دستخط کیے، جس پر وقتی طور پر آپ کے اپنے پیروکار مایوسی کا شکار ہوئے لیکن یہی معاہدہ بعد میں فتح مکہ کا ذریعہ بنا۔

آپؐ کی شجاعت و بہادری جنگ اور ہر مشکل گھڑی میں سامنے آئی۔ مدنی دور کی بات ہے، ایک دفعہ رات کو صحابہ کرامؓ ایک خوفناک آواز سے جاگ اُٹھے۔ لوگ جمع ہوکر اُس طرف چل پڑے جس طرف سے آواز آئی تھی۔ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آتے ہوئے ملے، جو آواز کی طرف سب سے پہلے تشریف لے گئے تھے۔ آپ ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار تھے جو ننگی پیٹھ تھا اور تلوار آپؐ کے زیب تن تھی اور آپؐ فرما رہے تھے: گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعت النبیؐ، حدیث: ۴۳۶۷)

آپؐ قرآنی خصوصیات کے مطابق قوی بھی تھے اور امین بھی۔ آپؐ کی قوت، صلاحیت، شفقت، محبت، بصیرت اور رہنمائی پر ہر کسی کو اعتماد تھا۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اچھے لوگ زیادہ باصلاحیت نہیں ہوتے، اسی طرح زیادہ باصلاحیت لوگ ہمیشہ اچھے لوگ نہیں ہوتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں رول ماڈل تھے۔

آپؐ ایک بہترین مبلغ تھے۔ پیدایشی طور پر جوامع الکلم، یعنی کم الفاظ میں بڑی بات مؤثر انداز میں کرنے والے تھے۔ آپؐ ایک ماہر جنگجو، ایک بہترین گھڑسوار اور تعمیرات اور اپنے کپڑے کی چھوٹی موٹی سلائی کرنے جیسی روزمرہ کی مہارتوں سے لیس تھے۔ سراپا عدل تھے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان کسی معاملے پر تنازع ہوا۔ آپؐ نے شہادتوں کی روشنی میں یہودی کے حق میں فیصلہ سنایا۔ اسی طرح آپؐ نے ان صحابہ کرامؓ کو ذمہ داری دینے سے انکار کیا، جن سے ناانصافی کا خدشہ تھا۔

آپؐ پوری توجہ سے فیصلہ کرتے، اور اس کے بعد اس پر جلد از جلد عمل درآمد کو یقینی بناتے۔ آپؐ جہاں اہم امور میں شوریٰ کے مشورے سے فیصلے کرتے، وہاں آپؐ یہ بھی جانتے تھے کہ کون سا وقت باہم مشورے کے لیے ہے اور کون سا وقت عمل کے لیے۔ ایک موقعے پر آپ نے اسلحہ اٹھالیا اور فوجی مہم کے لیے تیار ہوگئے۔ ایک صحابی آئے، اور انھوں نے مہم کے منصوبے پر

سوال اٹھایا۔ آپؐ نے صحابی سے فرمایا: ''جب ایک دفعہ پیغمبر ہتھیار اٹھالے پھر پیچھے مڑنے کی گنجایش نہیں رہتی''۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا: ''قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے''۔ آپؐ نے مسجد نبویؐ کی تعمیر سے لے کر جنگ کے دوران میں خندق کی کھدائی تک ، زندگی بھر اس کا عملی نمونہ پیش کیا۔ آپؐ ذاتی مفادات پر اعلیٰ مقاصد کو ترجیح دینے والے قائد تھے۔ اس کے ساتھ آپؐ حد درجہ منکسر المزاج تھے۔ آپؐ کے لیے کوئی تخت وتاج نہ تھا۔ آپؐ عام لوگوں کے درمیان اس طریقے سے بیٹھتے کہ دُور سے آنے والے اجنبی پہلی نظر میں آپ کو پہچان نہ سکتے۔

آپؐ حکمت ودانائی سے کام لیتے تھے۔ ایک دفعہ بدو مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرامؓ کو اس بات پر غصّہ آیا اور وہ مارنے کے لیے دوڑ پڑے۔ آپؐ نے نہ صرف ان کو بدو کو مارنے سے منع کیا بلکہ انھیں بتایا کہ اس کو پیشاب کرنے دیں۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو بتایا کہ یہ غصّہ کرنے اور مارنے کا موقع نہیں بلکہ اس کو آداب سکھانے کی ضرورت ہے۔ یہ بدو مسجد کے آداب سے ناواقف ہے۔ یہ آپؐ کی حکمت ودانائی تھی۔

آپؐ کا ایک وصف غیر معمولی صبر تھا۔ ۱۳ برسوں تک آپ نے مشرکین مکہ کے مظالم کو برداشت کیا۔ جس میں آپؐ کے ساتھیوں کو مار پیٹ،تشدد اور بعض اوقات قتل کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ نماز پڑھتے ہوئے آپؐ پر غلاظت بھری اونٹ کی اوجھڑی پھینک دی گئی۔ طائف کی گلیوں میں آپؐ کو پتھروں سے مارا گیا کہ آپؐ کا پورا جسم لہولہان ہوگیا اور جوتے خون سے تر ہو گئے۔ اس کے باوجود آپؐ نے صبر کا دامن تھامے رکھا۔ آپؐ کے صبر وتحمل نے آپؐ کے ساتھیوں کو بھی طاقت دی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسانی عطا فرمائی۔

'جذباتی ذہانت' سے مراد اپنے جذبات کو اس طرح منظم کرنا ہے،جس کی مدد سے دوسروں کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کیے جاسکیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ 'مسکرانا صدقہ ہے'۔ اس سے آپؐ نے یہ بات سکھائی کہ مثبت جذبات کے ذریعے سے خود بھی خوش رہنا ہے اور دوسروں کو بھی خوش رکھنا ہے۔ اس سے اگلا درجہ روحانی ذہانت ہے۔ جس کے ذریعے سے اپنا اور دوسروں کا رُخ منزل مراد کی طرف رکھنا ہے۔ اس کے ذریعے سے اقدار کی قوت کو زیادہ سے زیادہ استعمال کر کے مقصدیت

پیدا کرنا اور لوگوں پر اثر انداز ہونا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے مقصد انداز میں زندگی گزارنے سے منع فرمایا اور اپنے پیروکاروں کو عظمت کی طرف بلایا۔ ایک دفعہ ایک عرب سردار ثمامہ ابن اثل گرفتار ہوکر آپؐ کے سامنے پیش ہوا۔ اس پر بے شمار مسلمانوں کے قتل کی فردجرم عائد ہوئی۔ آپؐ نے اس کی بڑی مہمان نوازی کی اور اس کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا۔ اس دوران میں آپؐ نے بارہا ثمامہ کے دل کو ٹٹولا اور اسے کچھ کہنے کی ترغیب دی۔ ثمامہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فاتح عالم اور آپؐ کے سخنِ دل نواز کا اسیر بنتا جا رہا تھا۔ آپؐ نے ثمامہ کو غیر مشروط طور پر رہا کیا، لیکن اس وقت تک ثمامہ برضا و رغبت غلامی اختیار کر چکا تھا۔ اس نے وہیں پر اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دلائل سے جیتنے کی بجائے دلوں کو جیتنے پر زور دیتے تھے۔ اسی کا نام روحانی ذہانت ہے۔

قیادت کے یہ گیارہ پیغمبرانہ اوصاف مستند، تمام زمانوں کے لیے اور آفاقی ہیں۔ یہ ماضی میں بھی اہم تھے، آج بھی ان کی ضرورت ہے اور مستقبل میں بھی اہم رہیں گے۔ ان اوصاف کا تعلق کردارسازی اور روحانی تربیت سے ہے۔ یہ کرپشن کے خاتمے اور اختیارات کے ساتھ وابستہ دیگر خطرات کو کم کرنے کے لیے انتہائی اہم ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے بہترین وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں''۔

کردارسازی کے حوالے سے امام غزالی نے پیغمبرانہ قیادت کو گہرائی کے ساتھ سمجھا اور انھوں نے حکمرانوں کو اپنی مشہور نصیحت میں کہا ہے: ''اگر بادشاہ دیانت دار ہیں تو ان کے وزیر و مشیر اور افسران بھی دیانت دار ہوں گے۔ لیکن اگر وہ بددیانت، بے پروا اور تن آسان ہیں تو ان کی پالیسیوں کو نافذ کرنے والے افسران بہت جلد سست اور بدعنوان بن جائیں گے۔''

غزوۂ حنین: حقیقی قیادت کا بہترین نمونہ

سیرت کا ایک قابل ذکر واقعہ غزوۂ حنین کے موقعے پر پیش آیا۔ یہ ایسا واقعہ ہے، جس کا ذکر پروفیسر جان اڈیر نے مختلف حصّہ داروں کے مطالبات کو دیانت داری اور اصولوں کی پاس داری کے ساتھ پورا کرنے کے متعلق بطور خاص ذکر کیا ہے۔ حنین ایک بہت مشکل مرحلہ تھا۔ اس موقعے

پر آپؐ نے کمال دانش مندی، بے مثال حکمت اور بھرپور بصیرت کے ساتھ لیڈرشپ کی درج بالا گیارہ صفات کا مظاہرہ کیا۔ کسی نے کہا ہے کہ ''لیڈرشپ ایک ٹی بیگ کی طرح ہے، جس کے متعلق یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کتنی دیر تک گرم پانی میں بہتر رہے گا''۔ غزوۂ حنین کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کیا کہ وہ دُنیا کے سب لیڈروں میں عظیم ترین کیوں تھے۔

مکہ کی پُرامن فتح کے بعد بعض پڑوسی قبائل مسلمانوں کی ابھرتی ہوئی طاقت پر اشتعال میں آئے۔ بنوہوازن نے بطور خاص جنگ کا راستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی۔ وادیٔ حنین میدان جنگ بن گئی، جہاں ۱۲ ہزار مسلمانوں کو چار ہزار دشمنوں کا سامنا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا جب مسلمانوں کو واضح عددی برتری حاصل تھی (اس کے برعکس بدر میں مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی، لیکن فتح مسلمانوں کو ملی)۔ اس عددی برتری کی بدولت بہت سارے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ جنگ آسان ہے۔

تاہم جونہی مسلمانوں نے وادی میں قدم رکھا تو گھات میں بیٹھے دشمن کے فوجیوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ مسلمان خلاف توقع گھیرے میں آچکے تھے۔ بہت سے مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حوصلہ مند پیغمبرؐ دشمن کے سامنے اکیلے ڈٹ کر کھڑے رہے۔ حضور نبی کریمؐ اور آپؐ کے وفادار ساتھیوں نے بھاگنے والوں کو واپس بلایا۔ اس طرح آپؐ کی قیادت میں مسلمانوں نے میدانِ جنگ کا کنٹرول سنبھالا، اور بنوہوازن پر غالب آ گئے۔ بھاگنے والوں کے لیے سبق سورۂ توبہ میں نازل ہوا جو ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اسباب جمع کرنا اور اللہ پر بھروسا رکھنا دونوں ضروری ہیں۔ محض دنیاوی اسباب جمع کرنے اور عددی برتری پر فتح کا دارومدار نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے، وہی فتح دے سکتا ہے۔ یہ سبق بھی ہے کہ اللہ کی مدد اور نصرت کے مستحق وہ لوگ ہیں جن کا کردار اچھا ہو، جو امین ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کے جوہر اس وقت اور نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں، جب ہم حنین کے مشکل وقت میں آپؐ کو مختلف لوگوں کے جذبات کا خیال کرتے دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیامہ بنت حلیمہ میدان جنگ میں گرفتار ہو کر آ گئیں۔ انھوں نے بتایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن ہوں۔ پہلے کسی کو یقین نہ آیا۔ انھوں نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی درخواست کی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئیں۔ آپؐ ان کو نہ پہچان سکے پھر انھوں نے اپنے بازو پر وہ نشان دکھایا جو بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹ کر لگایا تھا۔ پہچاننے کے بعد آپؐ نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا اور ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھائی۔ میدان جنگ کے ناخوش گوار ماحول میں گرم جوشی، صبر اور جذباتی ذہانت کی یہ ایک عمدہ مثال ہے۔

ایک اور اہم موقع وہ تھا، جب شکست خوردہ بنی ہوازن کے قیدیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رحم کی درخواست کی۔ ان کی درخواست کی منظوری ایک مشکل فیصلہ تھا کیونکہ جنگی قیدی اور مال غنیمت لڑنے والوں کا حق ہوتا ہے۔ تاہم جان اڈیر کے مطابق آپؐ نے درمیانی راہ نکالی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی مرضی سے اپنا حق چھوڑنے کے لیے تیار ہیں، وہ سامنے آئیں۔ قیدیوں کے بدلے میں منہ مانگے فدیہ کا یہ نادر موقع تھا، تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان پر بہت سارے لوگوں نے بغیر کسی فدیے کے قیدیوں کو رہا کردیا۔ بعض لوگ فدیہ لیے بغیر رہائی سے ہچکچا رہے تھے۔ آپؐ نے ان کو اونٹ اور بکریاں دے کر قیدی رہا کروائے۔ یہ آپؐ کی حکمت و دانائی، دیانت و امانت اور شفافیت کی ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔

انصار میں سے آپؐ کے قریبی ساتھیوں کا ایک گروہ ایسا بھی تھا جن کا خیال تھا کہ وہ نظرانداز ہوگئے ہیں اور ان کو مال غنیمت میں سے بہت تھوڑا حصّہ ملا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تھوڑی سی بے چینی کا جونہی پتا چلا، آپؐ نے اس احساسِ محرومی کو نظرانداز نہیں کیا، جس طرح اکثر لیڈر کرتے ہیں بلکہ آپؐ ان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ ان کو یہ احساس کیوں ہے؟ ساتھیوں نے ہچکچاتے ہوئے کہا کہ دوسرے لوگوں کو زیادہ حصّہ ملا ہے، جب کہ ہم محروم رہ گئے، حالانکہ ہماری قربانیاں زیادہ ہیں۔ یہاں وہ موقع تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی ذہانت اور بصیرت سامنے آئی۔

آپؐ نے فرمایا: جس وقت دوسرے لوگ اپنے گھروں میں اُونٹ اور بکریاں لے کر جارہے ہوں گے، انصار وہ خوش قسمت ہیں جو اپنے ساتھ اللہ اور اس کے نبی کو لے کر جائیں گے۔ اس بات پر انصار رو پڑے اور چند لمحے پہلے کے اپنے احساسات پر نادم ہوئے۔ گویا کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعے پر ان صفات کو بروئے کار لاکر بڑے بڑے چیلنجوں کا مقابلہ کیا۔

اچھی قیادت اور آج کی دنیا کی تکثیریت

بلاشبہہ مندرجہ بالا گیارہ صفات کا حامل، بہت اچھا اور قابل اعتماد لیڈر بن جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے نصف صفات کو بھی اختیار کرنے والا آج کے دور میں قیادت کے خلا کو پُر کرتا ہوا نمایاں نظر آئے گا۔لیکن ان صفات کا پیدا کرنا محض خواہش پالنے سے ممکن نہیں ہے۔

ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔انسان کی عظمت یا ذلت کا انحصار اس کے کردار اور خوبیوں پر ہوتا ہے۔اسلامی تاریخ میں درج بالا صفات کے مضبوط حوالے پائے جاتے ہیں۔ یہ صفات بذات خود آفاقی ہیں۔ہم نے ان کو عالمی طور پر مسلم اور غیرمسلم سب کے لیے قابلِ عمل بنانا ہے۔آج کل کے کثیر ثقافتی اور کثیر مذہبی ماحول میں آفاقیت کی اہمیت سدابہار ہے۔ آج مذہب اور سرحدوں سے ماورا قیادت کو پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے۔مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جس جس معاشرے میں زندگی گزار رہے ہیں، وہاں اخلاق کے چمکتے دمکتے روشن مینار کا کردار ادا کریں۔ وہ سب کو ساتھ لے کر چلنے والے ہوں۔ نہ صرف مسلمانوں کی خدمت کریں بلکہ جس اکثریتی یا تکثیری (Plurist) معاشرے میں رہتے ہیں،اس پورے معاشرے کو فائدہ پہنچائیں۔

اکثر پوچھا جاتا ہے کہ 'مسلمانوں کا منڈیلا کہاں ہے؟ درحقیقت یہ ایک سلگتا ہوا سوال ہے۔اس وقت ہم ایسے مسلمان لیڈر کو ڈھونڈ رہے ہیں جس میں ان صفات میں سے کچھ ہوں۔ تاہم منڈیلا نے ان میں سے بیش تر اوصاف کو اختیار کیا، اور وہ مرکزِ نگاہ بنا۔ یہ صرف مسلمانوں ہی کا مسئلہ نہیں ہے، دنیا بھر میں اس وقت کوئی ایسا لیڈر نظر نہیں آرہا۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ،حضرت عمرؓ ،حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ جیسے لیڈر بھی نہیں آسکتے لیکن کوئی وجہ نہیں کہ کوئی دوسرا منڈیلا بھی پیدا نہ ہوسکے۔آیئے لیڈرشپ کے یہ گیارہ پیغمبرانہ اوصاف اپنے آپ میں پیدا کریں،اور اپنی قابلیت کے جوہر دکھائیں۔دنیا آپ کی منتظر ہے!